شرک کی باریک در باریک راہوں سے بچیں۔

امت واحدہ بنانا خلافت احمدیہ کے سپرد ہے اور کسی کو نصیب نہیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶؍جولائی ۱۹۹۳ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے قرآن کریم کی درج ذیل آیت تلاوت کی۔

قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ۬ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ۚ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ (الانعام:۱۶۲)

پھر فرمایا۔

یہ آیت اور اس کے بعد کی آیات سے متعلق خطبوں کا ایک سلسلہ شروع ہے جس کا تعلق توحید سے ہے۔ گزشتہ خطبہ میں اس آیت کی تلاوت کے وقت میں نے قیما کو قیّماً پڑھا تھا اور خطبہ کے آخر پر وضاحت کر دی تھی کہ احباب اس کو غلطی سمجھیں اور درست کریں۔ قیّما اور میں نے اس مضمون کو قِیَمًا ایک ہی مضمون کے دو ہم معنی لفظ ہیں لیکن بعض جگہ قرآن کریم نے اس مضمون کو قِیَمًا کے لفظ سے بیان فرمایا ہے اور ایک جگہ قِیّماً سے اس کے بعد ہمارے استاد مکرم مولوی محمد احمد جلیل صاحب کی طرف سے مجھے ایک بڑا ہی دلچسپ اور علمی خط ملا جس میں انہوں نے علمائے امت کے بہت ہی مؤقر اور مستند حوالے پیش کئے ہیں۔ جو یہاں قِیَمًا کو قیّماً پڑھنا جائز سمجھتے تھے۔ چنانچہ علامہ رازی کی تفسیر کبیر سے بھی ایک حوالہ بیان کیا گیا ہے اور علامہ آلوسی بھی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ کثیر قراء نے اسے قیّماً پڑھا ہے اور اس کی تفصیلی بحثیں موجود ہیں کہ کیوں ایسا

کیا گیا۔ اس کو پڑھ کر جہاں ایک طرف مجھے اطمینان ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جو غلطی تھی وہ ایسی خطرناک غلطی نہیں تھی کہ جس کی وجہ سے مجھے مدت تک تکلیف رہتی۔ اس کا کچھ جواز موجود ہے لیکن دوسری طرف ایک فکر بھی لاحق ہوئی قرآن کریم کی جو مختلف قرأتیں تھیں ان پر ہمیں ان معنوں میں کوئی اعتراض نہیں کہ وہ ثابت شدہ ہیں اور بعض معانی کی طرف اشارہ کرتی ہیں ان سے استفادہ کی حد تک تو یہ بالکل جائز اور درست ہے مگر علماء کے حوالوں سے اگر ایسی قرأتیں درست ہے بھی ثابت ہوں تو ایک ایسی قرأت جو کل عالم میں ایک خاص قرأت کے طور پر رواج پا چکی ہے اور امت واحدہ کی ایک نشانی بن گئی ہے اور قرآن کریم کو ایک وحدت کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے۔ اس کے برعکس ان متفرق قرأتوں کو رواج دینے کا رجحان خطرناک ہے اور مجھے پسند نہیں۔ میں اپنے لئے اور جماعت کے کسی بزرگ کے لئے یا عام انسان کے لئے ہرگز پسند نہیں کرتا کہ وہ تفاسیر کے حوالے سے کچھ دوسری قرأتیں معلوم کرے اور پھر اصرار کرے کہ یہ قرأت بھی درست ہے اس لئے میں اسی طرح پڑھوں گا۔ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کو ایک قرأت پر جو اکٹھا فرمایا ہے یہ اتفاقی حادثہ نہیں ہے۔ یاد رکھیں جھوٹے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم کی جمع و تدوین میں کوئی بھی اتفاق نہیں۔ قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے حیرت انگیز طور پر ایک عالمی وحدت اس طرح عطا فرمائی کہ ان تمام قرأتوں کو بھی نظروں سے غائب کر دیا جو مختلف قرأتیں ہیں سوائے اس کے کہ علما کھوج لگا کر معلوم کریں اور ایک قرأت کل عالم میں رواج پا گئی ہے۔ اس لئے اس پہلو سے میں سمجھتا ہوں کہ وہ غلطی ہی تھی اور اس کی درستی کرنا ضروری تھی جو میں نے کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو ہمیشہ قرآن کریم کی ایسی خدمت کی توفیق عطا فرمائے کہ اس میں کسی پہلو سے بھی ادنیٰ سا رخنہ پڑنے کا شائبہ بھی جماعت پر نہ کیا جا سکے، اس کا وہم تو در کنار دشمن کی آنکھ بھی کسی ایسے رخنے کا کوئی تاثر نہ پکڑ سکے۔

اب میں دوسرے پہلو کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اس کا بھی دراصل توحید ہی سے تعلق ہے۔ ڈش انٹینا کے ذریعہ کل عالم میں جو خطبات نشر ہو رہے ہیں اور مشرق و مغرب کے احمدی بیک وقت جمعہ کے خطبہ سے استفادہ کر رہے ہیں یہ دراصل اسی مضمون کا حصہ ہے جس کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بار بار اس طرح بیان فرمایا کہ ساری دنیا کو ملت واحدہ یا امّت واحدہ بنانے کا جو کام خدا تعالےٰ نے ہمارے سپرد فرمایا ہے اس کا وقت قریب آ رہا ہے اور مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالتے

ہوئے آپ نے ۲۵۔۳۰ سال حد مقرر فرمائی تھی۔اس مدت میں ابھی کچھ عرصہ باقی ہے اور ہم بڑے نمایاں طور پر ان آثار کو روشن ہوتا دیکھ رہے ہیں اور ڈش انٹینا کے ذریعہ جو عالمی ملت واحدہ کی تعمیر کا پروگرام چل رہا ہے یہ توحید ہی کا حصہ ہے۔اس کا توحید سے گہرا تعلق ہے۔پس جب بھی کوئی ایسی اچھی خبریں ملتی ہیں کہ دنیا کے مختلف کونوں کونوں میں احمدی ان خطبات کو دیکھ کر اور سن کر ایک وحدت کی لڑی میں پروئے ہوئے محسوس کرتے ہیں اور اس عالمی مواصلاتی نظام کے ذریعہ سمجھتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کو ایک کرنے کا بڑا ہی عمدہ موقع اپنے فضل سے میسر فرمایا ہے تو اس سے دل حمد سے بھر جاتا ہے۔

اس ضمن میں بعض خدمت کرنے والوں کے نام تو خدا کے فضل سے پہلے ہی جماعت میں معروف ہیں۔مثلاً جسوال برادران اور یہ ایک عالمی شہرت پانے والا خاندان بن گیا ہے کیونکہ ان کے ایک فرد وسیم نے خصوصیت سے اس معاملہ میں میری بہت مدد کی اور جو بھی سمجھایا بڑی محنت اور خلوص کے ساتھ من وعن اس کو پورا کرنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے نیک پھل عطا فرمائے جو اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تمثیل کے نشان کے طور پر بڑھتے چلے جارہے ہیں۔یہ ایک درخت ہے جس کی شاخیں دنیا میں پھیلیں گی اور کل عالم پر محیط ہو جائیں گی اور پرندے اس کی شاخوں پر آکر بیٹھیں گے اور اپنے نغمات الاپیں گے وغیرہ وغیرہ۔یہ ایک عالمی درخت ہے ایک بین الاقوامی شجر کے طور پر یہ سلسلہ پھیلتا چلا جارہا ہے اور اللہ کے فضل سے بہت ہی نیک پھل لگ رہے ہیں۔اس کثرت سے مجھے دور دور سے خط آتے ہیں کہ ان خطبات کے نتیجہ میں ہمارے اندر اسلام زندہ ہو گیا ہے، جذبے بیدار ہو رہے ہیں، نمازیں پھر شروع کر دی ہیں۔بعض لکھتے ہیں کہ ہم بیویوں پر سختیاں کیا کرتے تھے، ظلم کرتے تھے، گالی گلوچ کرتے تھے سب سے توبہ کر لی ہے۔بیویوں سے معافیاں مانگ لی ہیں انواع واقسام کے مختلف رنگوں اور خوشبوؤں کے اتنے پھل لگ رہے ہیں کہ دل حمد سے بھر جاتا ہے۔

اس ضمن میں دو اور خدمت کرنے والوں کا ذکر ضروری ہے۔ایک ان میں لاہور کے مکرم رشید خالد صاحب ہیں جو Universal Appliances کے مالک ہیں۔انہوں نے قادیان میں بہت خدمت کی ہے۔ہندوستان کے نوجوانوں کو الیکٹرونکس کی تربیت دینے کے لئے گئے اور پھر

ڈش انٹینا کے سلسلہ میں بھی ان کی راہنمائی فرمائی کہ تم بازار سے جو 60،70 ہزار یا اس سے بھی زیادہ کا لو گے میں تمہیں اصول سمجھا تا ہوں اس کے تابع تم خود بہت ہی سستا ڈش انٹینا بنا سکتے ہو ان کے ساتھ ان کے چھوٹے بھائی نے بھی بہت خدمت کی اور پھر پاکستان آ کر ان کے بھائی نے دورہ کر کے جہاں جماعتوں کو غربت کی وجہ سے ڈش انٹینا لگانے کی توفیق نہیں تھی ان کو انہوں نے بجائے اس کے کہ 60،70 ہزار میں لگاتے 13،14 ہزار میں لگا کر دکھا دیا۔ انہی کے ذریعہ سے میرا تعارف بشارت صاحب سے ہوا جو ربوہ میں ڈش ماسٹر کے طور پر معروف ہیں۔ ان کی دکان کا نام بھی ڈش ماسٹر ہے۔ انہوں نے سب سے پہلے قادیان اور پھر ہندوستان میں خدمت سرانجام دی اور تربیت کے دوران پانچ ڈش انٹینا بنا کر دکھائے اور اس طرح نوجوانوں کو تربیت دے کر ملک میں پھیلا دیا اور اس کے نتیجہ میں اب ہندوستان کے دور ونزدیک میں خدا کے فضل سے یہ خطوط مل رہے ہیں کہ جماعت بہت ہی راضی اور مطمئن ہے اور دشمن کے اوپر مایوسی چھا گئی ہے۔ ایسے علاقوں کی خبریں آرہی ہیں جہاں دشمن دندناتا پھرتا تھا لیکن اب ڈش انٹینا کے ذریعہ وہاں سے معززین اور شرفاء نے جب خود خلافت سے براہ راست ایک تعلق قائم کیا ہے تو وہاں کا یا پلٹ رہی ہے اور دشمن کے حوصلے بالکل پھیکے پڑ گئے ہیں بلکہ ان میں سے ہی نکل نکل کر لوگ احمدی ہونے شروع ہو گئے ہیں اور اب جو حالیہ خوشخبری ہے وہ افریقہ سے متعلق ہے۔

بشارت صاحب نے اپنے آپ کو پیش کیا تھا اور ان کو غانا میں مرکز بنا کر دیا گیا جہاں افریقہ کے دوسرے ممالک سے نوجوانوں نے آکر تربیت حاصل کرنی تھی۔ اس مرکز کے قیام کے سلسلہ میں غانا کے بعض مخلصین نے بھی بہت ہی خدمت کی، تفصیل سے ان کے نام پیش کرنے کا وقت نہیں لیکن بشارت صاحب نے دس ملکوں سے آئے ہوئے بائیس افریقن احمدیوں کو ڈش انٹینا بنانے کی تربیت دی، بنا کر دکھایا اور پوری طرح اطمینان کر لیا کہ وہ اب جا کر خدا کے فضل کے ساتھ اپنے ملک میں اس کام کو جاری کر سکتے ہیں اور قیمت کا اتنا فرق ہے کہ وہاں مثلاً غانا میں جو ڈش انٹینا 8 ہزار ڈالر کا لگتا تھا انہوں نے وہ ڈش انٹینا اس کے تمام خرچ ملا کر 600 ڈالر میں بنا کر دکھایا اور اسے وہاں رائج کر دیا۔ چنانچہ جب سب سے پہلے خود بنائے ہوئے ڈش انٹینا کے ذریعہ غانا میں ۲؍ جولائی کا خطبہ سنا گیا تو امیر صاحب لکھتے ہیں کہ عجیب کیفیت تھی جو بیان سے باہر ہے اور پھر اس سے اگلا خطبہ سنتے

وقت وہاں کے وزیر دفاع بھی شامل ہوئے اور ان علاقوں میں جہاں کثرت سے احمدیت پھیل رہی ہے وہاں کے بہت سے آئمہ مساجد بھی شامل ہوئے اور حیرت انگیز نظارے تھے یوں لگتا تھا کہ جس طرح باغوں میں شمشاد بڑھتے ہیں اس طرح ایمان پھولتا پھلتا دکھائی دیتا تھا۔ پس یہ سب کوششیں امت واحدہ بنانے کے لئے ہی ہیں اور اگر ہم نے توحید سے اپنے قدم ہٹا لئے یا اپنی توحید میں رخنے پیدا ہونے دیئے تو یہ ساری کوششیں بیکار ہیں کچھ بھی ان کا حاصل نہیں اس لئے جہاں خدا کی حمد کرتے ہیں وہاں ان ارادوں اور عزائم کو مضبوط تر کریں اور دہراتے رہیں اور اپنے آپ کو بھی یاد کروائیں اور اپنی نسلوں کو بھی یاد کروائیں کہ یہ سب کچھ توحید کی خاطر ہے اور امت واحدہ بنانا توحید ہی کی ایک شاخ ہے اور ہمیں خدائے واحد کی قسم ہے کہ ہم توحید کے ساتھ اس طرح چمٹے رہیں گے کہ ہماری گردنیں بھی کاٹ دی جائیں اور تن سے ہاتھ جدا کر دیئے جائیں جو توحید کو پکڑتے ہیں تو پھر بھی ہماری روح کا تعلق توحید سے کاٹا نہیں جاسکے گا۔ اس جذبے کے ساتھ اگر ہم اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شکر ادا کریں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ کوئی مخالف طاقت جماعت کے اوپر ان فیوض کی راہ میں حائل نہیں ہوسکتی جو فیوض آسمان سے برستے ہیں ان کو زمین والے روک نہیں سکتے اور یہی کیفیت ان فیوض کی ہے جو اللہ تعالیٰ کے احسان سے آسمان سے برسنے والے فیوض ہیں۔

توحید کے اس مضمون کو میں آگے بڑھاتے ہوئے شرک کے متعلق وضاحت کرنا چاہتا ہوں کیونکہ پچھلے خطبے اور اس خطبہ کے دوران ایک خط میں مجھے خصوصیت کے ساتھ اس کے متعلق توجہ دلائی گئی کہ شرک کے متعلق پتا چلے کہ یہ کیا ہے اور کیوں خدا یہ معاف نہیں کرتا۔ سوال تو مختصر تھا لیکن اس سے پیدا ہونے والے سوالات میرے ذہن میں ابھرے اور میں نے مناسب سمجھا کہ میں جماعت کو شرک کے متعلق تجزیہ کر کے بتاؤں کہ شرک کیا ہے اور دوسرے تعلقات شرک سے الگ اور ممتاز کیسے ہوتے ہیں۔ ورنہ تو ہر انسان کو اپنی بیوی سے بھی محبت ہے، بچوں سے بھی محبت ہے، دوستوں سے بھی محبت اور پیار ہے خدا سے بھی محبت کا دعویٰ ہے۔ کیا یہ سب محبتیں شرک کی علامت ہیں، کیا توحید اس کا نام ہے کہ انسان ہر دوسری محبت سے خالی ہو جائے؟ اگر یہ ہو تو پھر ساری دنیا مشرکوں سے بھری پڑی ہو ایک بھی مؤحد آپ کو دکھائی نہیں دے گا۔ انبیاءؑ بھی اپنے گردوپیش سے محبتیں رکھتے تھے، اپنے عزیزوں اور اقرباء سے ہی نہیں بلکہ غیروں سے بھی محبت کرتے تھے۔ پس وہ

کون سی محبت ہے جو شرک کہلائے گی ؟ اور وہ کون سی محبت ہے جو شرک نہیں بلکہ توحید کے دامن میں اس کی رحمت کا ایک نشان ہے یہ مضمون کھل کر آپ کے سامنے آنا چاہئے اس کا جماعت کی بقاء کے ساتھ اور جماعت کی وحدت کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔

جہاں تک سوال کا تعلق ہے وہ یہ تھا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں شرک کو بخشتا نہیں اور ساری دنیا میں بے شمار مذاہب ہیں جن کا شرک کے ساتھ تعلق ہے۔عیسائیت بھی مشرک ہو چکی ہے اور دیگر سب مذاہب بھی کیا ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں یہ سارے جہنمی ہیں؟ اس کا میں نے جو جواب دیا وہ خلاصۃً آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ سوال مختلف ملکوں میں اٹھ سکتا ہے اور جماعت کے سامنے پیش ہوتا رہتا ہے کسی کے جہنمی ہونے کا فیصلہ کرنا اللہ کا کام ہے جہاں تک شرک کا تعلق ہے یاد رکھیں کہ بہت سے توحید پرست مذاہب ہیں جن میں شرک داخل ہو چکا ہے اور بہت سے مشرک مذاہب ہیں جن میں موحد ملتے ہیں اس لئے عمومی فتویٰ لگا کر کسی مذہب کے پیروکاروں کو کلیۃً جہنمی یا کلیۃً جنتی قرار دینا انسان کا کام نہیں۔دوسرے شرک اور توحید دونوں کے اندر تہہ درتہہ مقامات اور منازل ہیں اور وہ دلوں کے اندر طبقہ بہ طبقہ بٹے ہوئے ہوتے ہیں بعض دفعہ ایک مؤحد کے دل کو کریدیں تو نچلی سطح پر جا کر شرک کا بیج بھی دکھائی دے گا۔گویا شرک کی ایک سطح پر بظاہر توحید کی عمارت تعمیر ہو رہی ہے۔بعض دفعہ توحید غالب رہتی ہے۔یہ ایک ہی باریک مضمون ہے جس کا تعلق عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ (الرعد:۱۰) سے ہے اور صرف اللہ جانتا ہے کہ حقیقت میں کون مؤحد ہے اور کون مشرک ہے۔جہاں تک تعلیم کا تعلق ہے آنحضرت ﷺ کی سنت کے حوالے سے ہمیں شرک کو سمجھنا چاہئے اور توحید کو سمجھنا چاہئے اور ان دونوں کے درمیان فرق بین ہمیں معلوم ہونا چاہئے اور پوری کوشش ہونی چاہئے کہ ہمارے اندر شرک کا کوئی شائبہ بھی پیدا نہ ہو اور اس کے ساتھ ساتھ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ ہی ہے جو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، وہی قادر ہے، وہ جس کو چاہے بخشے جس کو چاہے معاف کرے، جس کو چاہے سزا دے اور اس کے بعد یہ دعا کہ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ (البقرہ:۲۸۶)

پس اے ہمارے رب ہم بخشش کے لئے تیری طرف دوڑتے ہیں وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ جانا تیری ہی طرف ہے اور کسی طرف جانا ہی نہیں جب بالآخر تیری طرف ہی لوٹنا ہے تو بخشش اور کس سے مانگیں جبکہ اور ہے بھی کوئی نہیں۔

پس اس خلوص کے ساتھ اس مضمون کو سمجھتے ہوئے اگر آپ دعائیں کریں گے تو مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ توحید پر قائم رکھے گا۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ محبت نہ صرف توحید کے منافی نہیں بلکہ توحید کی مؤیّد ہے اور حضرت اقدس محمد ﷺ کے ساتھ جتنی محبت ہو وہ اتنا ہی توحید کی نشاندہی کرتی ہے۔ یہ جو دعویٰ ہے اسے عقلاً سمجھایا جاسکتا ہے، یہ کوئی فرضی دعویٰ نہیں ہے۔ توحید اور اللہ کے سچے بندوں سے محبت کے درمیان ایک رشتہ ہے اگر کسی انسان سے محبت بڑھے اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کا پیار اور اس کی عظمت دل میں ترقی کرے تو یہ شرک نہیں ہے، یہ توحید خالص ہے اگر کسی کا پیار دل میں بڑھے اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا تصور مدھم ہوتا ہوا ہلکا ہلکا پیچھے کی طرف سرکنا شروع ہو اور اس انسانی وجود کا تصور نمایاں ابھرتے ہوئے انسان کے دل و دماغ پر قابض ہونے لگے تو یہ خالص شرک ہے اس کا توحید سے کوئی تعلق نہیں۔ حضرت اقدس محمد ﷺ کی سچی محبت کی نشانی ہے کہ جتنا آپؐ سے محبت بڑھتی ہے خدا کی عظمت دل میں زیادہ قائم ہوتی چلی جاتی ہے اور یہ عظمت بعض دفعہ اتنا جوش دکھاتی ہے ایک عارف باللہ کے منہ سے ایک ایسا کلام نکل جاتا ہے جو بظاہر گستاخانہ ہے اور عام نظر سے دیکھیں تو اس سے دل میں صدمہ پہنچتا ہے کہ یہ کیا بات کر رہا ہے لیکن وہ خاص لمحات ہیں جس میں حضرت اقدس محمد ﷺ کی محبت نے اس طرح توحید کا روپ اختیار کر لیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا وجود بھی بیچ میں سے غائب ہوتا نظر آتا ہے یہاں جس شعر کی طرف میں اشارہ کر رہا ہوں وہ یہ ہے۔

پنج در پنجہ خدا دارم
مَن چہ پروائے مصطفیؐ دارم

کہ میرا پنجہ خدا کے پنجہ میں آگیا ہے اب مجھے مصطفیؐ کی کیا پرواہ ہے جس بزرگ کا یہ شعر ہے ان کے متعلق یہ ظن کرنے کی گنجائش ہی کوئی نہیں کہ وہ نعوذ باللہ من ذٰلک رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کرنے والے تھے۔ ہاں اس کا مفہوم یہ دکھائی دیتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی شان کو اپنے رنگ میں یوں بیان کیا کہ محمد ﷺ کی تو عجیب شان ہے کہ میرا پنجہ خدا کے پنجے میں پکڑا گیا ہے، اب مجھے کسی کی بھی ان معنوں میں پرواہ نہیں رہی کہ خدا تو مجھے مل گیا لیکن محمد رسول اللہ کا احسان تو دل سے نہیں نکل سکتا کیونکہ پنجہ پکڑانے والا وجود وہ تھا اگر پنجہ پکڑانے والا وہ وجود بیچ میں نہ ہو تو کوئی پنجہ خدا کے پنجہ میں نہ پکڑا جائے۔ پس توحید کا رسالت کی محبت سے بڑا گہرا تعلق ہے اور جہاں رسالت ایسا وجود

اختیار کرلے کہ وہ نمایاں ہونی شروع ہو جائے اور اللہ تعالیٰ پیچھے ہٹنا شروع ہو جائے۔ یوں محسوس ہو کہ خدا تعالیٰ تو صرف اس رسولؐ کی خاطر ہے اور رسولؐ خود اتنا حسین ہے کہ خدا تعالیٰ کے پاس اس سے عشق کئے بغیر چارہ نہیں تھا اور یہی مضمون جب اولیاء کی طرف منتقل ہوتا ہے تو پھر ساری امت جو ان باتوں کی قائل ہو شرک سے بھر جاتی ہے۔ اب یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی سچی محبت شرک پر منتج ہو اس کا مطلب ہے وہ محبت سچی نہیں تھی، نظریں ٹیڑھی تھیں۔ دراصل تعصّبات نے بظاہر محبت کا رنگ اختیار کیا ہے اور یہ ممکن ہے محبت کا رنگ اختیار کیا ہے اور یہ ممکن ہے بعض دفعہ ایک انسان اپنوں کا اتنا تعصب رکھتا ہے کہ جسے اپنا سمجھتے اس کی بڑائی شروع کر دیتا ہے اور اس کو بڑھاتے بڑھاتے توازن بگڑ جاتا ہے۔

پس آنحضرت ﷺ کو دوسروں کے مقابل پر بعض دفعہ اتنا بڑھا کر پیش کرنے کا موجب محبت نہیں ہوتی بلکہ اپنی عصبیت ہوتی ہے۔ جہاں محبت کے نتیجہ میں حضرت اقدس مصطفی ﷺ کا مقام تمام دنیا میں ہر غیر سے اونچا دکھایا جائے وہاں نشانی یہ ہے کہ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کا بالا اور ارفع مقام ہمیشہ اسی طرح قائم رہتا ہے بلکہ بڑھتا چلا جاتا ہے جہاں یہ رخنہ پیدا ہو جائے وہاں یوں لگتا ہے کہ عصبیت صرف رسول کریم ﷺ کو اٹھا رہی ہے۔ اس کے سوا خدا کا بھی کوئی وجود نہیں گویا خدا اسی لئے تھا کہ صرف آنحضرت ﷺ کو پیدا کرتا اور اس کے بعد خدائی ختم ہوگئی یہ باریک مضمون ہے لیکن اپنی توحید کی باریک راہوں پر حفاظت کرنی ہوگی حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو دیکھیں جتنا عشق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا آپ کے دل میں موجزن تھا ساری امت پر نگاہ ڈال کر دیکھیں اتنا آپ کو اس طرح کہیں جلوہ گر دکھائی نہیں دے گا۔ کسی کے دل میں جو ہے وہ اللہ بہتر جانتا ہے مگر کسی کی عبارتوں میں، کسی کی تحریر میں، اس کی نظم میں اس کی نثر میں اس کے دن رات کے کلام میں کسی کا ایسا عشق موجزن ہو کہ اچھلتا ہوا کناروں سے باہر جاتا ہوا، چھلکتا ہوا دکھائی دے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بڑھ کر آپ کی امت میں اور کہیں نظر نہیں آئے گا تلاش کر کے دیکھ لیں، تحریریں پڑھ لیں، نظم و نثر کا مطالعہ کر لیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بلکہ نمایاں ہیں لیکن آپؑ کا عشق محمد ﷺ کا مسلسل توحید کا خادم رہا ہے۔ ایک جگہ بھی اشارۃً یا کنایۃً عشق محمد ﷺ نے شرک کا رنگ اختیار نہیں کیا بلکہ دوسرے عشق کرنے والوں میں نمایاں طور پر دکھائی دیتا ہے۔ اس کی اور بہت سی علامتیں ہیں

جن سے یہ باتیں پہچانی جاتیں ہیں مگر بعض اور ضروری باتیں بیان کرتا ہوں اس لئے سر دست اس حصہ کو چھوڑتا ہوں۔

پس حضرت محمد ﷺ کے ساتھ اگر سچی گہری عارفانہ محبت کی بجائے عصبیت کی وجہ سے آپ کی بڑائی بیان کی جارہی ہو تو یہ شرک دراصل نیچے اتر کر دوسرے بت بنانے شروع کر دیتا ہے اور وہ سارے لوگ جو اولیاء سے مانگتے ہیں ان کی قبروں کی پوجا کرتے ہیں، ان کے نام پر جانیں فدا کرتے ہیں، ان کی زندگی میں گویا خدا کا سارا کاروبار اس بزرگ کا پیدا کرنا تھا اور اس کو پیدا کر کے گویا خدائی صفات اس کے سپرد ہو گئیں۔اب جو کچھ ہے وہی ہے۔اللہ سے براہ راست محبت کا کوئی مضمون ان کے ہاں دکھائی نہیں دیتا ہے۔ایک ولی کی پوجا کی جارہی ہے اس کی قبر کی پوجا کی جارہی ہے اس کے اوپر چادریں چڑھائی جارہی ہیں اور چادر چڑھا کر جب واپس آؤ تو اس ولی کا نام تو شاید دل میں رہے یا نہ رہے مگر خدا کا کوئی نام دل میں نہیں رہتا، ساری زندگی خدا سے خالی رہتی ہے اور یہی ان کا سارا دین ہے۔پس وہ محبت جو کسی بزرگ سے ہو اور وہ محبت خدا کی محبت میں غیر معمولی طاقت اور شان پیدا کرنے والی نہ ہو تو وہ محبت شرک ہے اور اس شرک نے امتوں کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔

امت عیسوی کا حال دیکھیں۔ان میں بنیادی طور پر یہی شرک ہے جس نے بالآخر عیسیٰؑ کے ماننے والوں کو ہمیشہ کے لئے ہلاکت کی آگ میں جھونک دیا۔اس کی علامتیں قرآن کریم نے بڑی کھول کر بیان فرمائی ہیں۔اگر وہ توحید باری تعالیٰ کے دعویٰ میں سچے ہیں تو جب صرف اللہ کا نام لیا جائے تو ان کے دل میں اسی طرح محبت موجزن ہونی چاہئے جیسی ایک عاشق کی اپنے محبوب کا نام سن کے ہوتی ہے لیکن یہ مشرکین وہ ہیں کہ اگر اللہ کے ساتھ عیسیٰؑ کا نام نہ لیا جائے تو دل کو سکون نہیں ملتا لیکن عیسیٰؑ کے نام کے ساتھ خدا کا نام بے شک نہ لیا جائے کوئی پرواہ نہیں۔یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام عملاً پورے خدا بن بیٹھے ہیں۔ہر ضرورت کے وقت، ہر فکر کے وقت، ہر حاجت روائی کے وقت پہلا نام عیسیٰؑ کا ذہن میں آتا ہے۔God The Father تو لگتا ہے اس کے ساتھ یونہی نوکر کے طور پر چمٹا ہے ورنہ اصل خدائی عیسیٰؑ کی ہی خدائی ہے یہ دلوں کے اندر راسخ گہرے شرک کی علامتیں ہیں جو بالآخر امتوں کو ہلاک کر دیا کرتی ہیں۔پس وہ ہزار منہ سے کہیں کہ خدائے واحد و یگانہ ہے اس کا بیٹا ہے اس کی ایک رونمائی ہے جو بیٹے کی صورت میں ہمارے سامنے ہے لیکن حقیقت میں

ہر ایک کا دل گواہ ہے کہ میں مشرک ہوں اور خدا سے نہیں بلکہ عیسیٰؑ سے میرا زیادہ پیار ہے اس شرک کو پھیلانے میں سینٹ پال نے سب سے بڑا کردار ادا کیا ہے اور ایسے فلسفیانہ رنگ میں اس نے ان مضامین کو پیش کیا جو فلسفے سے زیادہ جہالت کے تانے بانے تھے لیکن عوام الناس ان کو سمجھ نہیں سکتے تھے اور عیسیٰؑ سے محبت کرنے والوں کو گویا ایک فلسفیانہ دلیل ہاتھ آ گئی۔ اس طرح انہوں نے اپنے شرک کو مزید آگے بڑھانا شروع کر دیا۔ یہ جو مضمون ہے اسکو سینٹ پال نے ایک خط میں اس طرح بیان کیا کہ عیسیٰ خدا کے بیٹے کی صورت میں سامنے ظاہر ہوئے ہیں لیکن خدا ہی ہے جو اصل ہے مگر اس دنیا میں جب تک قیامت نہیں آتی خدا کے تمام اختیارات عیسیٰؑ کو سونپ دئے گئے ہیں اور ان تمام اختیارات سے کام لے کر اپنے ساتھ جب ہمیں ملاتا ہے تو دراصل خدا کے ساتھ ملا رہا ہوتا ہے۔ تو کیا یہ ہمیشہ کے لئے یہیں رہے گا؟ جب یہ سوال ان کے ذہن میں اٹھا تو پھر آخر پر یہ لکھا لیکن جب قیامت آ جائے گی اور سب لوگ خدا کے حضور پیش ہوں گے تو عیسیٰؑ کہیں گے کہ اے خدا لے تیری خدائی تیرے حوالے۔ میں نے جو خدائی کرنی تھی کر لی اور پھر صرف ایک ہی خدا رہ جائے گا ایسی جاہلانہ باتوں کو فلسفہ سمجھ کر امتوں کو ہلاک کر دینا بہت ہی بڑی بدنصیبی ہے لیکن ایسا ہوا اور یہ جو بنیادی جہالت ہے یہ ہر جگہ کارفرما ہے ہر سطح پر کارفرما ہے۔

حضرت علیؓ سے محبت کرنے والوں نے بعض دفعہ اتنا غلو کیا کہ آنحضرت ﷺ کے مقابل پر ان کا مرتبہ بڑھانا شروع کر دیا کیونکہ جب بنیادی طور پر یہ عقیدہ بنایا کہ حضرت علیؓ وہی ہیں تو اس کا تعلق دراصل شرک فی الخلافۃ سے ہے۔ یاد رکھیں کہ ایک شرک دوسرے کو پیدا کرتا ہے جس طرح ایک نفرت نفرت کے بچے دیتی ہے اس طرح شرک ضرور شرک کے بچے دیتا ہے۔ پہلے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ سے رقابت کے نتیجہ میں ان سے مقام بڑھانا شروع کیا پھر آنحضرت ﷺ تک بات پہنچی اور وہی کہا یعنی آپؐ کی تمام خوبیوں کے وارث یہ ہیں اور ان کے حق میں وصیت کی گئی جو پھر اس مضمون کو یہ رنگ دے دیا کہ گویا وصیت اس لئے تھی کہ حق بحق دار رسید یعنی رسول کریم ﷺ گویا امین ہی تھے اور جس طرح قیامت کے دن عیسیٰؑ خدائی خدا کے سپرد کر دے گا ان کے بعض فرقوں میں وصیت کو یہ رنگ دیا کہ گویا رسول اللہ ﷺ نے جس کا حق تھا اس کے سپرد کر دیا اور غلو جو بڑھنا شروع ہوا تو اس نے جو صورتیں اختیار کیں ان کی چند مثالیں میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اول تو

جب مشکل کے وقت اور تکلیف کے وقت ''یا علی'' کا نعرہ لگایا جاتا ہے تو اس وقت سب سے بہتر وہ شخص جانتا ہے جو یہ نعرہ لگا رہا ہے کہ محض محبت کا اظہار ہے یا شرک ہے اسی طرح ''یا عبدالقادر جیلانی'' ''یا پیر دستگیر'' یا سخی سرور'' وغیرہ کے نعرے مصیبتوں کے وقت لگتے ہیں۔ اگر باہر کی آنکھ سے دیکھیں تو چونکہ ہم خدا نہیں ہیں ہم یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ شرک کے نتیجہ میں ہوا ہے لیکن میں نے جہاں تک رجحانات کا مطالعہ کیا ہے یہ شرک ہی کی مختلف صورتیں ہیں اگر تکلیف کے وقت پہلے خدا یاد نہ آئے اور کوئی اور یاد آئے تو یہ شرک کے علاوہ لاعلمی یا بیوقوفی ہے اور خدا سے دوری کی بھی نشانی ہے شرک ضروری نہیں لیکن بعض صورتوں میں واضح شرک بن جاتا ہے اور میرے نزدیک یہ جو شکلیں ہیں جب پوچھا جائے تو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ سے ان کا تعلق ہے۔ خدا نے ان کو غیر معمولی صفات اور قدرتیں عطا فرما رکھیں ہیں۔ ہم ان سے استفادہ کرتے ہیں کیونکہ خدا نے ان کو مقرب کر کے بعض طاقتیں ہمیشہ کے لئے بخش دیں اس لئے جس طرح سورج چاند سے استفادہ کیا جاتا ہے اور شرک نہیں ہے۔ یہ بھی کوئی شرک نہیں ہے یہ بالکل جھوٹ ہے کیونکہ سورج چاند کا جو نظام ہے اس سے استفادہ کا ایک ایسا قانون جاری ہے جس سے ہمیں لازماً ان سے براہ راست استفادہ کرنا پڑتا ہے لیکن اگر یہ استفادہ وہیں تک محدود رہ جائے تو پھر یہ دہریت بن جاتی ہے اگر چاند اور سورج کا استفادہ اس سے پرلی طرف خدا کا چہرہ نہ دکھائے اور خدا کے مقابل پر ان چیزوں کو انسان بالکل بے حقیقت اور بے جان اور بے معنی نہ دیکھے تو یہ بھی دہریت اور شرک کی قسمیں بن جاتی ہیں۔ پس اگر کسی بزرگ سے استفادہ کرتے وقت یہ خیال دل پر غالب ہو اور قبضہ کر لے کہ میرے اللہ نے جو ان کو عطا کیا ہے میرے لئے وسیلہ بنایا ہے اور میں ان سے استفادہ کرتا ہوں تو یہ استفادہ تب جائز ہے اگر قوانین کے مطابق ہو۔

قرآن کریم نے اس کے کھلے کھلے قوانین بنائے ہیں اور اسلوب بیان فرمایا ہے، ایک استفادہ یہ ہے کہ جس طرح ساری امت حضرت محمد ﷺ سے وسیلہ ہونے اور شفیع ہونے کا استفادہ کر رہی ہے مگر مصیبت کے وقت یہ نہیں کہتی کہ اے محمدؐ تو ہمیں دے۔ کبھی کسی صحابیؓ نے یہ نہیں کہا کبھی کسی خلیفہ راشدؓ نے یہ نہیں کہا اسلام میں نسل در نسل تک کبھی یہ محاورہ آپ نہیں سنیں گے کہ اے محمدؐ میرا بچہ مر رہا ہے تو اسے بچالے اے محمدؐ میری جان نکل رہی ہے تو مجھے نئی زندگی بخش۔ ہمیشہ براہ راست خدا کو مخاطب کیا گیا ہے اور قرآن کریم نے کھلم کھلا اسی کی تعلیم دی فرمایا وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ

قَرِيْبٌ ۖ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ (البقرہ:۱۸۷) کہ اے محمدؐ یہ اعلان کر دے کہ جب میرا بندہ مجھے پکارتا ہے میرے متعلق پوچھتا ہے تو کہہ دے کہ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ میں قریب ہوں اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ یہاں لفظ کہہ دے تو نہیں مگر اس کا مفہوم شامل ہے۔ پکارنے والا جب مجھے پکار رہا ہوتا ہے تو میں سن رہا ہوتا ہوں اور میں اس کا جواب دیتا ہوں یہاں یہ نہیں فرمایا کہ اس وقت محمد رسول ﷺ کو مخاطب کر کے ان سے مانگا کرو۔

پس قرآن کریم کی تعلیم تو اتنی واضح ہے کہ اس میں کسی اشتباہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ پس یہ استفادہ کا بہانہ محض جھوٹ ہے اور اپنے نفس کو اندھیروں میں مستقل طور پر جاگزیں کرنے کا ایک عذر ہے اور خودکشی کرنے کے مترادف ہے۔ حضرت علیؓ سے محبت پھر خلافت سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی برابری پر منتج ہوئی اور برابری سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کی برابری تک جا پہنچی اس لئے شرک سے خواہ ادنیٰ حالت میں ہو خواہ نچلے مراتب میں شرک کیوں نہ ہو آپ محفوظ نہیں ہوں گے۔ شرک لازماً بچے پیدا کرتا ہے اور رفتہ رفتہ یہ مخفی شرک کھلے کھلے شرک میں تبدیل ہونا شروع ہو جاتا ہے ایک تفسیر صافی ہے جو شیعوں کی تفسیر ہے۔ اس میں صفحہ ۴۳۲ پر تفسیر برہان زیر سورۃ نجم میں لکھا ہے کہ۔

امالی شیخ صدوق (جو شیعوں کی کوئی حدیث کی کتاب ہے) حضور نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔ جب مجھے آسمانوں کی طرف معراج کروائی گئی اور میں اپنے رب کے قریب ہوا میرے اور اس کے درمیان قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی کی منزل آگئی تو آواز آئی کہ اے محمدؐ! مخلوق میں سے تو کس کو محبوب سمجھتا ہے میں نے کہا! اے میرے رب! علیؓ کو، کہا پس دیکھ اے محمدؐ! میں نے اپنی دائیں جانب توجہ کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ علی بن ابی طالب موجود ہیں یعنی معراج میں آپؐ سے پہلے ہی حضرت علی بن ابو طالب خدا تعالیٰ کے بائیں ہاتھ بیٹھے ہوئے تھے اور پہلے ہی وہاں موجود تھے۔

پھر تذکرۃ الائمہ از حیات القلوب میں لکھا ہے کہ:

معراج کی رات حضرت علیؓ کی تصویر حضرت محمدؐ نے سدرۃ المنتہیٰ پر دیکھی اور ملائکہ اس کو سجدہ کر رہے تھے۔ یعنی وہ سدرۃ المنتہیٰ جس سے آگے تخلیق کی رسائی نہیں ہے اور خدا کی توحید اس غیر معمولی شدت کے ساتھ جلوہ دکھاتی ہے کہ وہاں غیر اللہ کا کوئی قدم نہیں پہنچ سکتا خواہ کوئی عاشق صادق ہی کیوں نہ ہو وہ مقام ہے جہاں مخلوق کی آخری حد ہے وہاں انہوں نے دیکھا کہ اس انتہائی

مقام توحید پر (وہ مقام توحید ہی تھا اس کی انتہا تھی) ایک تصویر ہے جو حضرت علیؓ کی ہے اور تمام ملائکہ اس کو سجدہ کر رہے ہیں۔

میرا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ نعوذ باللہ سب شیعہ مشرک ہیں نہ سارے سنّی موحّد ہیں مگر مراد یہ ہے کہ ایک شرک کی غلطی دوسرے شرک پر منتج ہوتی ہے۔ آگے بڑھتی ہے، رخنے پیدا کرتی ہے امتوں کو تقسیم کر دیتی ہے اور بالآخر توحید میں رخنے ڈالنے کی کوشش کرتی ہے۔ پس شرک کو معمولی نہ سمجھیں خواہ وہ کسی سطح پر ہی ہو۔

خلافت کا تعلق توحید سے ہے اور اتنا گہرا تعلق ہے کہ قرآن کریم نے آیت استخلاف میں خلافت کا اعلیٰ مقصد گویا یہ بیان فرمایا ہے کہ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور:۵۶) استخلاف کا یہ مضمون توحید سے تعلق رکھتا ہے اسی لئے تم میں خلفاء آئیں گے اور تمہیں خدا نے اپنا خلیفہ بنالیا ہے تاکہ خلافت سے وابستہ لوگ یا میری خلیفہ امت یعنی محمد رسول ﷺ کی امت يَعْبُدُوْنَنِيْ ، میری ہی عبادت کریں لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا اور میرے ساتھ ہرگز کسی کو شریک نہ بنالیں۔ اس دور میں بھی ہم شرک فی الخلافۃ کی کئی صورتیں دیکھی ہیں اور ان کی پہچان بھی مشکل کام نہیں اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ قریب کی تاریخ کے حوالے سے ایک دو مثالیں آپ کے سامنے رکھوں اور اگر وقت ختم ہو گیا تو آئندہ خطبہ میں یہیں سے مضمون شروع کروں گا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں خصوصیت سے میں نے محسوس کیا کہ بہت سے صحابہ بہت سے بزرگ، بہت سے دعا گو ایسے تھے جن کو خود حضرت مصلح موعودؓ بھی دعاؤں کے لئے لکھا کرتے تھے اور خلق کا رجحان ان کی طرف تھا اور لوگ بہت ہی کثرت سے ان کے پاس پہنچتے، دعا کرواتے، تحائف پیش کرتے مگر کبھی بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ادنیٰ سی بھی رقابت محسوس نہ کی بلکہ ان باتوں سے خوش ہوتے تھے اور خود بھی ان کو دعاؤں کے لئے لکھتے تھے، استخارہ کروانے کے لئے بزرگوں کی ایک فہرست بنوائی ہوئی تھی اور پرائیویٹ سیکرٹری کو گویا کہ حکم تھا کہ جب مشکل وقت آئے تو ان کو لکھو تا کہ ان کی دعا بھی ہماری دعاؤں میں شامل حال ہو جائے۔ یہ بزرگ ہیں اور خدا سے تعلق رکھنے والے ہیں وجہ کیا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ ان سب کے متعلق خلیفۃ المسیح کو پورا اعتماد تھا کہ یہ

کامل طور پر خلافت کے مطیع اور فرمانبردار ہیں کہ اگر ان کے اندر ذرا بھی خلافت کے معاملہ میں رخنہ پایا تو ان کو چھوڑ کر الگ ہو جائیں گے۔ یہ وہ کامل اعتماد تھا جس کے نتیجہ میں کسی رقابت کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا اور جیسا کہ میں نے پہلے مضمون میں بیان کیا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی محبت خدا کی محبت کو بڑھانے والی بنتی ہے نہ کہ کم کرنے والی اسی طرح ایسے بزرگ جن کو خلافت سے سچی عقیدت اور محبت ہو ان کی محبت لازماً خلیفہ وقت کی محبت کو دلوں میں بڑھاتی ہے اور تقویت بخشتی ہے، اس کی نفی کی کوئی علامت ہونی چاہئے اگر یہ نہ ہو تو کس طرح بات ظاہر ہوتی ہے ایسے بزرگ یا اور ایسے لوگ جن سے کبھی کوئی غلطی ہو جاتی ہے اور خلیفہ وقت ان سے منہ پھیر لیتا ہے، ناراضگی کا اظہار کر دیتا ہے تو یہ سارے لوگ اس سے تعلق توڑ کر الگ ہو جاتے ہیں۔ محبتیں نہیں مٹتی ہوں گی، ان کے لئے دل میں درد بھی ہوتا ہوگا، دعائیں بھی کرتے ہوں گے کیونکہ مجھے خود زندگی میں ایسا تجربہ ہے کہ خلیفہ وقت کی ناراضگی کی وجہ سے غیرت نے اجازت نہیں دی کہ ان سے تعلق رکھا جائے اور اگر تعلق ہے تو اسے مخفی دعاؤں کے تعلق میں تبدیل کر دیا جائے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ وہ غلط فہمی دور کر دے یا ان کی مغفرت کے سامان فرمائے۔ ایسے لوگوں کی توحید کی علامت یہ تھی کہ اگر اس حالت میں کوئی دوسرا ان کو ابھارنے کی کوشش کرتا تھا یا ان کی ہمدردی کے لئے ان سے ملنے کی کوشش کرتا تھا تو وہ اس طرح دھتکار دیتے تھے جس طرح شیطان کو اپنے در سے دھتکارا جاتا ہے اور استغفار کرتے تھے کہ یہ کمبخت کون آگئے ہیں مجھے کیا سمجھتے ہیں خلیفہء وقت کی ناراضگی ہزار ہو میں ان کا غلام، میں نے بیعت کی ہوئی ہے میں جانوں اور وہ جانے یہ کون ہوتے ہیں بیچ میں دخل دینے والے یا میری حمایت کرنے والے، تو دونوں طرف سے یہ صداقت کھل کر سامنے آجاتی تھی۔

اس کے برعکس مجھے علم ہے کہ ایک دفعہ سندھ کی ایک چھوٹی سی جماعت میں ایک شخص نے اپنی بزرگی کے قصے شروع کئے خدا سے الہام پانے اور کشوف پانے کے واقعات سنانے شروع کئے راتوں کو عبادتوں کے لئے کھڑا ہو گیا۔ ہاہو سے سارے گاؤں کو جگا دیتا تھا اور اس کی بزرگی کے قصے پھیلنے شروع ہوئے لیکن محدود پیمانے پر ایک گاؤں کے سارے لوگ بھی نہیں اس کے بھی چند لوگ تھے جو اس کے مرید بنے، حضرت مصلح موعودؓ نے اس پر اتنی غیرت محسوس کی کہ ایک بڑا اجلالی خطبہ دیا اور کہا کہ وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ یہ خدا سے تعلق رکھتا ہے اس لئے کہ اس کے پاس جا رہے ہیں میں بتا رہا

ہوں یہ ایک فتنہ ہے، ایک بت کھڑا کیا گیا ہے اور اسے کسی قیمت پر قبول نہیں کیا جائے گا اگر لوگوں کو ڈر ہے کہ اس سے علیحدگی خدا کے عذاب پر منتج ہوگی تو میں اس عذاب کے لئے حاضر ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ ایسا کوئی عذاب نہیں۔ پس کہاں یہ کہ صحابہ کرامؓ میں سے حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ، حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ حضرت بھائی عبدالرحمٰن قادیانیؓ وغیرہ وغیرہ کے دروازوں پر لوگ جوق در جوق حاضر ہو رہے ہیں، دونوں ہاتھوں سے سلام کرتے اور پیار کرتے اور ان سے خیر کے لئے دعا طلب کرتے ہیں اور حضرت مصلح موعودؓ کا دل خوش ہوتا اور بڑھتا اور پھولتا اور پھلتا ہے اور ان کو اور بھی زیادہ اپنی حمایت اور محبت عطا کرتے ہیں اور کجا یہ کہ سندھ کے ایک گاؤں میں بیٹھا ہوا ایک شخص اپنی بزرگی کا دعویٰ کر رہا ہے، جبّہ اور دستار پہن لی ہے اور لوگ اس کی طرف مائل ہوتے ہوں تو اتنا شدید ردعمل کے گویا کہ ساری جماعت میں ایک فتنہ وفساد برپا ہو جائے گا۔ وہ غیرت دراصل توحید کی غیرت تھی۔

حضرت مصلح موعودؓ جانتے تھے کہ وہ محبت مطیع محبت ہے، وہ جماعت میں رخنہ پیدا نہیں کرے گی بلکہ ایسی محبتیں جماعت کو ایک دوسرے سے اور زیادہ قریب کرتی ہیں۔ ان بزرگوں کے رستے وحدت کی بڑھ رہی ہے نہ کہ افتراق پیدا ہو رہا ہے لیکن جہاں آپ نے افتراق کی بوبھی پائی آپ نے شیروں کی طرح بڑی شدت سے اس پر حملہ کیا ہے اور پھر ایسے لوگوں کی محبت جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ٹھیک ہے خلیفہ کی بیعت ہے لیکن یہ بھی بزرگ ہے اس سے بھی محبت ہے وہ ننگی ہو جاتی ہے۔ جب خلیفہ وقت اپنی ناراضگی کا اظہار کر دے تو پھر بھی یہ تعلق رکھتے ہیں اور صرف مخفی تعلق نہیں بلکہ ڈیفنس کرتے ہیں مساجد میں کھلم کھلا اجتماعات پر لائنز لگا لگا کر بزرگی کے اعتراف کرتے ہیں اور لوگوں کو کہتے ہیں کہ آؤ اور اس بزرگ سے ملو۔ یہ چیز ان کا قطعی جھوٹ ثابت کر دیتی ہے اور بتا دیتی ہے کہ ان کے دل میں دراصل ایک بت پیدا ہوا ہے اور خلافت کی بیعت تو ایک دکھاوا ہے، نفاق کی ایک شکل ہے۔ جماعت سے الگ نہیں ہونا چاہتے اس لئے بیعت ہے ورنہ دل میں ایک اور خلیفہ کا بت بن گیا ہے۔

یہ جو شرک ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ یہ **شرک فی الخلافہ** ہے یہ بھی انتہائی مہلک نتیجہ پیدا کر سکتا ہے اور کرتا ہے اور اس کے خلاف جماعت کو لازماً نگران ہونا پڑے گا۔ وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ کوئی فرق نہیں پڑتا یہ بھی تو بزرگ ہیں ان کو یہ نہیں پتا کہ اور بے شمار بزرگ ہیں ان کی

دفعہ خلافت کو کیوں غیرت نہیں آتی ، کوئی بات ہے اور خدا تعالیٰ نے خلیفہ وقت کو ایسی فراست عطا کی ہوتی ہے کہ وہ نور اللہ سے دیکھتا ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے اور اس کو پتا لگ جاتا ہے کہ کہاں رخنہ ہے اور کہاں نہیں اور بعد کے وقت پھر ہمیشہ خلیفہ کو سچا ثابت کرتے ہیں، قطعی طور پر پتا چل جاتا ہے کہ ان لوگوں نے یہ بت بنایا ہوا ہے اور خلافت کی کوئی قدر نہیں اگر خلافت ان کو روکنے کی بھی کوشش کرے گی تو نہیں رکیں گے اور اس بت سے مانگیں گے۔ جو انہوں نے گڑھ لیا ہے۔ اس چیز کو کبھی جماعت میں پنپنے نہیں دیا جائے گا۔ میں اس کا اعلان کرتا ہوں کیونکہ خدا نے ایک رنگ میں مجھے خصوصیت سے توحید کا محافظ بنایا ہے آیت استخلاف کے نتیجہ میں آپ سب خدا کے خلیفہ ہیں مگر آپ سب نے اپنی خلافت کا خلاصہ خلافت احمدیہ کی شکل میں نکالا ہوا ہے اور یہ خلاصہ آپ سب پر نگران ہے اور آپ کا دل بن گیا ہے، آپ کا دماغ بن گیا ہے۔ پس جہاں بھی مجھے شرک کا رخنہ دکھائی دے گا لازماً میں اس کا قلع قمع کرنے کی پوری کوشش کروں گا مجھے کوئی بھی پرواہ نہیں کہ دنیا مجھے کیا کہے گی۔ کیا مجھ پر بدظنیاں کرتی ہے اور مجھے پتا ہے کہ ایسے موقع پر خدا تعالیٰ نے ہمیشہ اپنے خلفاء کی حمائت کی ہے اور اللہ کے فضل سے جماعت زیادہ سے زیادہ مؤحد ہوتی چلی جارہی ہے اور زیادہ سے زیادہ ان باتوں کا عرفان حاصل کرتی چلی جارہی ہے اس لئے ماضی میں جو ہوا اسے دہرانے نہیں دیا جائے گا۔ یہ میں قطعی اعلان کرتا ہوں۔

پس ساری جماعت یو۔ کے میں بھی متنبہ رہے اب جلسہ کے دن بھی آرہے ہیں وہاں بھی مختلف ممالک سے لوگ آتے ہیں اور بعض دفعہ انسان ظاہر سے اتنا متاثر ہو جاتا ہے کہ اس کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ میں کیا کر رہا ہوں لیکن جہاں خلفائے وقت کی طرف سے تاریخ میں کھلم کھلا ایسے اظہارات ہو چکے ہوں اور بعض جگہوں سے خطرات کی نشاندہی کر دی گئی ہو وہاں اگر منہ مارو گے تو شرک پر منہ مارو گے، وہاں اگر منہ مارو گے تو منافقت کا اعلان کرو گے۔ خلیفہ وقت سے بیعت کا تعلق قائم رکھتے ہوئے ایسا نہیں کر سکتے بیعتیں توڑ و جہاں مرضی چلے جاؤ کوئی پرواہ نہیں۔ ایک مرتد ہو گا تو خدا ہزاروں صالح نیک بزرگ عطا کرے گا، موحّد عطا کرے گا۔ دنیا کو بہر حال ہم نے توحید سے بھرنا ہے اور توحید کی حفاظت ہر سطح پر کرنی ہے۔ اس لئے اس عہد بیعت خلافت پر اس عرفان کے ساتھ قائم ہوں جو میں آپ کے سامنے کھول کر بیان کر رہا ہوں۔ یہ عرفان ہم نے قرآن اور سنت اور تاریخ

اسلام کے مطالعہ سے حاصل کیا ہے اور آج کے دور میں حضرت مصلح موعودؓ کے دور نے خصوصاً ان باتوں کو خوب کھول کھول کر اور نتھار کر ہمارے سامنے واضح کر دیا ہے۔ پس یاد رکھیں کہ آپ کی وحدت خلافت سے وابستہ ہے **اور امت واحدہ بنانے کا کام خلافت احمدیہ کے سپرد ہے اور کسی کو نصیب نہیں ہو سکتا میں خدا کی قسم کھا کر اس مسجد میں اعلان کرتا ہوں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی غلام امت واحدہ بنانے کا کام خدا تعالیٰ نے اس دور میں خلافت احمدیہ کے سپرد کر دیا ہے جو اس سے تعلق کاٹے گا وہ امت واحدہ سے اپنا تعلق توڑے گا اس کی کوئی کوشش خواہ نیکی کے نام پر ہی کیوں نہ ہو کبھی کامیاب نہیں ہوگی۔ پس خدا کے واضح اعجازی نشانوں کے ذریعہ جو بات ثابت ہو چکی ہے اس کو دیکھ کر آپ اپنی آنکھیں بند کر کے کہاں جائیں گے اس سے مضبوطی سے چمٹ جائیں اور اس میں کوئی خطرہ نہیں۔ اس وفا کے اندر آپ کی خدا سے وفا ہے، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے وفا ہے، حضرت مسیح موعودؑ سے وفا ہے کیونکہ خلیفہ اپنی ذات میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔** آپ سے بہت بڑھ کر اپنے گناہوں کو جانتا ہے، اپنی عاجزی کو جانتا ہے مگر جانتا ہے کہ جس منصب پر وہ فائز کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ اس منصب میں غیرت رکھتا ہے اس مضمون کو سمجھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس شعر کا مزید عرفان حاصل ہوتا ہے کہ

اے آنکہ سوئے بدویدی بصد تبر از
باغبان بترس کہ من شاخ مثمرم (درثمین فارسی:۱۰۶)

کہ اے بیوقوف تو جو میری طرف تبر لے کر حملہ آور ہو رہا ہے، جان لے کہ یہ شاخ جو میری شاخ ہے یہ مثمر، ثمر دار ہے اور باغبان اس کو برداشت نہیں کرے گا پس خلافت احمدیہ وہ شاخ مثمرم ہے وہ مثمر شاخ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے توحید کے پھل لگانے کے لئے سبز و شاداب کر کے دنیا میں دوبارہ قائم کرنا ہے اس پر اگر آپ بری نیت سے حملہ کریں گے، اس پر اگر آپ بدظنی سے کام لیں گے تو اپنے آپ کو ہلاک کر لیں گے کیونکہ خدا ہے جو اس کی پشت پناہی پر کھڑا ہے اور وہ کبھی برداشت نہیں کرے گا کہ خلافت کو دوبارہ دنیا سے مٹنے دے یہاں تک کہ وہ اپنے ان اعلیٰ مقاصد کو حاصل کر لے کہ دنیا میں ایک ہی دین ہو اور وہ دین اسلام ہو اور توحید ساری دنیا پر چھا جائے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ آخری اور دائمی نبیؐ کے طور پر دنیا کو قبول ہو جائیں اللہ کرے۔ ایسا ہی ہو۔ آمین